فتاویٰ امن پوری (قسط۲۹۶)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا یتیم کے مال میں سے زکوۃ نکالی جائے گی؟

جواب: یتیم کے مال میں سے زکوۃ ادا کرنا واجب ہے، یہ زکوۃ اس کا ولی ادا کرے گا۔

① زکوۃ کے متعلق عمومی دلائل ثابت ہیں اور ان دلائل سے یتیم کے مال کو مستثنی کرنے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔

② سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اِبْتَغُوا بِأَمْوَالِ الْيَتَامٰى لَا تَأْكُلُهَا الصَّدَقَةُ .

''یتیموں کے مال سے کاروبار کریں، کہیں اسے زکوۃ ختم نہ کر دے۔''

(سنن الدّارقطني : 1973، السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 107/4، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ حافظ بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا إِسْنَادٌ صَحِيحٌ .

''یہ سند صحیح ہے۔''

اعتراض: علامہ ابن ترکمانی حنفی (۷۵۰ھ) نے اعتراض کیا ہے کہ یہ صحیح کیسے ہو سکتی ہے، صحیح میں سند کا متصل ہونا شرط ہے، جب کہ اس کی سند متصل نہیں ہے۔

(الجوهر النّقي : 107/4)

جواب: سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کا سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت ہے۔

❁ امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَكْثَرُ أَئِمَّتِنَا عَلٰى أَنَّهٗ قَدْ سَمِعَ مِنْهُ .

''ہمارے اکثر ائمہ کے نزدیک سعید بن مسیّب رحمہ اللہ نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سنا ہے۔''

(المستدرك للحاكم : 215/1)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

صَحَّ سَمَاعُ سَعِيدٍ مِنْ عُمَرَ .

''سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت ہے۔''

(زوائد مختصر مسند البزّار : 419/2)

③ قاسم بن محمد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كَانَتْ عَائِشَةُ تَلِينِي وَأَخًا لِي يَتِيمَيْنِ فِي حَجْرِهَا، فَكَانَتْ تُخْرِجُ مِنْ أَمْوَالِنَا الزَّكَاةَ .

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا میری اور میرے بھائی کی پرورش کرتی تھیں، ہم دونوں یتیم تھے، وہ ہمارے مال سے زکوٰۃ نکالتی تھیں۔''

(المؤطا للامام مالك : 251/1، وسندهٗ صحيحٌ)

④ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے:

إِنَّهٗ كَانَ يُزَكِّي مَالَ الْيَتِيمِ .

''آپ رضی اللہ عنہ یتیم کے مال سے زکوٰۃ ادا کرتے تھے۔''

(الأموال لأبي عبيد القاسم بن سلام : 1308 ، وسندهٗ صحيحٌ)

⑤ ابو الزبیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو ایسے شخص کے متعلق فرماتے ہوئے سنا، جس کے پاس یتیم کا مال ہو:

يُعْطِي زَكَاتَهٗ .

''وہ مال یتیم کی زکوٰۃ ادا کرے گا۔''

(الأموال لأبي عبيد القاسم بن سلام : 1310 ، وسندهٗ صحيحٌ)

⑥، ⑦ مجاہد بن جبر اور عطاء بن ابی رباح رحمہما اللہ فرماتے ہیں:

أَدِّ زَكَاةَ مَالِ الْيَتِيمِ .

''یتیم کے مال کی زکوٰۃ ادا کیجیے۔''

(الأموال لأبي عبيد القاسم بن سلام : 1312 ، وسندهٗ صحيحٌ)

⑧ ابو یونس حسن بن یزید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے طاوس تابعی رحمہ اللہ سے مالِ یتیم پر زکوٰۃ کے بارے میں پوچھا، تو فرمایا:

زَكِّهِ، فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَالْإِثْمُ فِي عُنُقِكَ .

''زکوٰۃ دیجیے، ورنہ آپ گناہگار ٹھہریں گے۔''

(الأموال لأبي عبيد القاسم بن سلام : 1314 ، وسندهٗ صحيحٌ)

⑨ شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِي مَالِ الْيَتِيمِ زَكَاةٌ .

''مالِ یتیم میں زکوٰۃ ہے۔''

(الأموال لابن زنجُوَيه : 1431 ، وسندهٗ صحيحٌ)

فائدہ:

الاموال لابن زنجویہ (۱۴۴۷) میں ہے کہ شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

یتیم کے مال میں سے زکاۃ ادا نہیں کی جائے گی۔ اس میں مجالد بن سعید ہے، جو جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔

⑩ **سفیان ثوری رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:**

إِنَّهٗ كَانَ يَرٰى فِي مَالِ الْيَتِيمِ الزَّكَاةَ .

''وہ مالِ یتیم میں زکوٰۃ کو واجب سمجھتے تھے۔''

(الأموال لابن زنجُوَيه : 1432، وسندهٗ صحيحٌ)

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ .

یہ سلف کے پورے دس اقوال ہیں، جن میں سے پانچ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔

یاد رہے کہ ائمہ ثلاثہ، امام احمد بن حنبل، امام مالک اور امام شافعی رحمہم اللہ کے نزدیک بھی یتیم کے مال پر زکوٰۃ واجب ہے، نیز امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ کا بھی یہی مذہب ہے۔

(سنن التّرمذي، تحت الحديث :641)

مانعین کے دلائل کا جائزہ:

جو لوگ مالِ یتیم میں زکوٰۃ کے قائل نہیں، ان کے دلائل کا جائزہ پیش خدمت ہے:

① **سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے:**

أَحْصِ مَا فِي مَالِ الْيَتِيمِ مِنَ الزَّكَاةِ، فَإِذَا بَلَغَ وَآنَسْتَ مِنْهُ رُشْدًا فَأَخْبِرْهُ، فَإِنْ شَاءَ زَكّٰى ، وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ .

''آپ یتیم کے مال کا حساب لگائیں، جب وہ بالغ ہو جائے، تو اسے بتا دیں، وہ چاہے، تو زکوۃ نکالے، چاہے تو نہ نکالے۔''

(الأموال لأبي عبيد : 1315، السّنن الكبرىٰ للبَيهقي : 108/4)

سند سخت ضعیف ہے۔

① لیث بن ابی سلیم جمہور کے نزدیک ''ضعیف'' اور ''سیئ الحفظ'' ہے۔ امام احمد بن حنبل، امام دارقطنی، امام یحییٰ بن معین، امام ابوحاتم رازی، امام ابوزرعہ رازی، امام نسائی، امام ابن عدی اور جمہور محدثین نے اسے حدیث میں نا قابل اعتبار قرار دیا ہے۔

❀ حافظ عراقی رحمہ اللہ (۸۰۶) لکھتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ.

''جمہور نے ضعیف کہا ہے۔''

(المُغني عن حَمل الأسفار في الأسفار : 178/2)

② مجاہد رحمہ اللہ کا سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں ہے۔

❀ ربیع بن سلیمان رحمہ اللہ کہتے ہیں:

قَالَ الشَّافِعِيُّ فِي مُنَاظَرَةٍ جَرَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ مَنْ خَالَفَهُ وَجَوَابُهُ عَنْ هٰذَا الْأَثَرِ : مَعَ أَنَّكَ تَزْعُمُ أَنَّ هٰذَا لَيْسَ بِثَابِتٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ مِنْ وَجْهَيْنِ؛ أَحَدُهُمَا أَنَّهُ مُنْقَطِعٌ وَأَنَّ الَّذِي رَوَاهُ لَيْسَ بِحَافِظٍ .

''امام شافعی رحمہ اللہ اور ان کے ایک مخالف کے درمیان مناظرہ ہوا۔ اس اثر کے بارے میں امام صاحب کا جواب یہ تھا، باوجود اس بات کے کہ آپ یہ کہتے ہیں کہ یہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے دو وجہ سے ثابت نہیں ہے، ایک تو یہ منقطع ہے،

دوسرا اس کو بیان کرنے والا (لیث بن ابی سلیم) حافظ نہیں ہے۔“

(السّنن الکبریٰ للبیهقي : 108/4، وسندۂ صحیحٌ)

② سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

لَا تَجِبُ فِي مَالِ الْيَتِيمِ زَكَاةٌ حَتّٰى تَجِبَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ.

”مالِ یتیم پر زکوٰۃ واجب نہیں، جب تک اس پر نماز واجب نہیں ہوتی۔“

(الأموال لابن زنجُويه : 1822، سنن الدّارقطني : 1981)

سند ابن لہیعہ کی وجہ سے ضعیف ہے، جمہور نے اسے ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

هُوَ ضَعِيفٌ بِالْاِتِّفَاقِ لِاخْتِلَالِ ضَبْطِهٖ.

”وہ بالاتفاق ضعیف ہے، کیونکہ اس کا حافظہ خراب تھا۔“

(خُلاصة الأحكام : 625/2)

الحاصل:

کسی صحابی سے یہ ثابت نہیں کہ وہ مالِ یتیم سے زکوٰۃ کے قائل نہ ہوں۔ مالِ یتیم میں زکوٰۃ واجب ہے، پاگل اور گونگے، بہرے کا بھی یہی حکم ہے۔

شبہ: یتیم پر نماز فرض نہیں تو زکوٰۃ کیسے فرض ہو سکتی ہے؟

ازالہ: حافظ ابو عمر ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) لکھتے ہیں:

قَدْ أَجْمَعُوا أَيْضًا أَنَّ فِي مَالِ مَنْ لَمْ يَبْلُغْ وَلَمْ تَجِبْ عَلَيْهِ صَلَاةٌ أَرْشَ مَا يَجْنِيهِ مِنَ الْجِنَايَاتِ وَقِيمَةَ مَا يُتْلِفُهٗ مِنَ

الْمُتْلَفَاتِ، وَأَجْمَعُوا عَلٰى أَنَّ الْحَائِضَ وَالَّذِي يُجَنُّ أَحْيَانًا لَا يُرَاعٰى لَهُمْ مِقْدَارُ أَيَّامِ الْحَيْضِ وَالْجُنُونِ مِنَ الْحَوْلِ، وَهٰذَا كُلُّهُ دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ لَيْسَتْ كَالصَّلَاةِ الَّتِي هِيَ حَقُّ الْبَدَنِ فَإِنَّهَا تَجِبُ عَلٰى مَنْ تَجِبُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَعَلٰى مَنْ لَا تَجِبُ عَلَيْهِ .

''مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جس پر نماز فرض نہیں ہوئی، اس کے مال میں سے اس کے جرائم کی دیت اور اس کی تلف کردہ چیزوں کی قیمت نکالنا ضروری ہے۔ اسی طرح ان کا اجماع ہے کہ حائضہ کے حیض کے دنوں کی مقدار اور وہ شخص جو کبھی کبھی جنون کا شکار ہو جاتا ہے، اس کے جنون کے دنوں کے مقدار (زکوٰۃ کے لیے گزرنے والے) سال سے خارج نہیں کی جائے گی۔ یہ سب باتیں دلیل ہیں کہ زکوٰۃ مال کا حق ہے، یہ نماز کی طرح نہیں ہے، جو کہ بدن کا حق ہے، لہٰذا زکوٰۃ اس شخص پر بھی واجب ہوگی، جس پر نماز واجب ہے اور اس شخص پر بھی، جس پر نماز واجب نہیں ہے۔''

(الاستذکار : 3/156)

۞ نیز لکھتے ہیں:

أَمَّا مِنْ طَرِيقِ النَّظَرِ وَالْقِيَاسِ عَلٰى مَا أَجْمَعَ عُلَمَاءُ الْمُسْلِمِينَ عَلَيْهِ مِنْ زَكَاةِ مَا تُخْرِجُهُ أَرْضُ الْيَتِيمِ مِنَ الزَّرْعِ وَالثِّمَارِ وَهُوَ مِمَّا لَا يَخْتَلِفُ فِيهِ حِجَازِيٌّ وَلَا عِرَاقِيٌّ مِنَ الْعُلَمَاءِ .

''رہا قیاس واجتہاد سے ثبوت، تو مسلمان علماء کا اجماع ہے کہ یتیم کی زمین سے حاصل ہونے والے غلے پر عشر واجب ہے۔ (اگر چہ اس پر نماز فرض نہ بھی ہوئی ہو)۔اس میں عراق اور حجاز کے کسی عالم کا اختلاف نہیں ہے۔''

(الاستذکار : 156/3)

یتیم کی زمین سے حاصل کردہ غلے پر عشر ادا کرنا ان کے نزدیک بھی واجب ہے، جو یتیم کے مال سے زکاۃ ادا کرنے کے قائل نہیں ہیں۔

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❁ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تُؤْذِي امْرَأَةٌ زَوْجَهَا فِي الدُّنْيَا، إِلَّا قَالَتْ زَوْجَتُهُ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ؛ لَا تُؤْذِيهِ، قَاتَلَكِ اللّٰهُ، فَإِنَّمَا هُوَ عِنْدَكِ دَخِيلٌ يُوشِكُ أَنْ يُّفَارِقَكِ إِلَيْنَا.

''جب بھی دنیاوی بیوی اپنے شوہر کو تکلیف پہنچاتی ہے، تو اس کی حور بیوی کہتی ہے: اللہ تجھے ہلاک کرے، تو اسے تکلیف مت دے، یہ تیرے پاس مہمان ہے، بہت جلد تجھے چھوڑ کر ہمارے پاس آنے والا ہے۔''

(مسند أحمد : 242/5، سنن التّرمذي : 1174، سن ابن ماجه : 2014)

جواب: اس کی سند حسن ہے۔

❁ اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن غریب'' کہا ہے۔

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح متصل'' کہا ہے۔

(سِیَر أعلام النّبلاء : 47/4)

(سوال): کیا فرشتوں کو موت آئے گی؟

(جواب): فرشتے اللہ تعالیٰ کی وہ لطیف اور معصوم مخلوق ہیں، جنہیں اللہ نے باقی رکھنے کے لیے پیدا فرمایا ہے۔ ان کی موت پر ایسی کوئی واضح دلیل نہیں، جیسی جن وانس کی موت پر موجود ہے۔

❁ حافظ ابن حزم اندلسی رحمہ اللہ (456ھ) فرماتے ہیں:

لَا نَصَّ وَلَا إِجْمَاعَ عَلٰى أَنَّ الْمَلَائِكَةَ تَمُوتُ، وَلَو جَاءَ بِذٰلِكَ نَصٌّ لَّقُلْنَا بِهٖ، بَلِ الْبُرْهَانُ مُوجِبٌ أَنْ لَّا يَمُوتُوا، لِأَنَّ الْجَنَّةَ دَارٌ لَّا مَوْتَ فِيهَا، وَالْمَلَائِكَةُ سُكَّانُ الْجِنَانِ فِيهَا خُلِقُوا، وَفِيهَا يَخْلُدُونَ أَبَدًا.

''فرشتوں کی موت پر نہ کوئی نص ہے نہ اجماع۔ اگر ایسی کوئی نص ہوتی، تو ہم اس کے موافق موقف اختیار کرتے۔ اس کے برعکس دلیل اس بات کی متقاضی ہے کہ فرشتوں کو موت نہ آئے، کیونکہ جنت ایسی جگہ ہے، جہاں موت نہیں اور فرشتے جنت کے باسی ہیں، اسی میں وہ پیدا ہوئے اور اس میں ہمیشہ رہیں گے۔''

(الفِصل في المِلَل والأهواء والنِّحل: 4/21)

❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (751ھ) فرماتے ہیں:

لِهٰذَا الْمَلَائِكَةُ لَا تَتَنَاسَلُ، فَإِنَّهُمْ لَا يَمُوتُونَ كَمَا تَمُوتُ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ.

''اسی لیے فرشتوں کی نسل کا سلسلہ نہیں ہوتا، کیونکہ وہ جنوں اور انسانوں کی طرح مرتے نہیں ہیں۔''

(حادي الأرواح إلى بلاد الأفراح : 247)

تنبیہ:

❀ حافظ سیوطی رحمہ اللہ (911ھ) کہتے ہیں:

أَمَّا الْمَلَائِكَةُ، فَيَمُوتُونَ بِالنُّصُوصِ وَالْإِجْمَاعِ .

''رہے فرشتے ،تو انہیں موت آئے گی جیسا کہ نصوص اور اجماع نے بتایا ہے۔''

(الحاوي للفتاوي :379/1)

یہ انتہائی تعجب خیز بات ہے۔اس سلسلہ میں جتنی احادیث مروی ہیں،سب کی سب ضعیف ہیں۔ان میں سے اکثر کا دارومدار اسماعیل بن رافع مدنی پر ہے، جو کہ ضعیف ہے۔ اسی طرح ان کو یزید رقاشی ،ابو بکر ہذلی اور حفص بن عمر عدنی جیسے ضعیف راویوں نے بیان کیا ہے۔ یہ روایات اس لائق نہیں کہ ان کو نصوص قرار دے کر اپنے دلائل میں شمار کیا جائے۔

سوال:فرض نماز کے بعد آیت الکرسی کتنی مرتبہ پڑھنی چاہیے؟

جواب:فرض نماز کے بعد آیت الکرسی ایک مرتبہ پڑھنا مسنون ومستحب ہے۔

❀ سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ لَمْ يَمْنَعْهُ مِنْ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ، إِلَّا الْمَوْتُ .

''ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھنے والے کو جنت جانے سے کوئی چیز نہیں روک سکتی،سوائے موت کے۔''

(السّنن الكبرىٰ للنّسائي : 9928؛ عمل اليوم والليلة للنّسائي : 100؛ المُعجم الكبير للطّبراني : 134/8؛ كتاب الصّلاة لابن حبّان كما في اتّحاف المَهرة لابن حَجَر :

259/6؛ ح : 6480؛ وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ اور حافظ منذری رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۱/ ۳۰۷) حافظ سیوطی رحمہ اللہ (التعقبات علی الموضوعات: ۸) نے امام بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے۔ حافظ وائلی رحمہ اللہ نے ''حسن'' کہا ہے۔ (کما فی التذکرۃ للقرطبی: ۲۴)، حافظ ضیاء مقدسی رحمہ اللہ (نتائج الافکار: ۲/ ۲۷۸۔ ۲۷۹)، حافظ ابن الہادی رحمہ اللہ اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (النکت: ۲/ ۴۷۹) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

تنبیہ:

ایک روایت میں تین دفعہ آیت الکرسی پڑھنے کا ذکر بھی موجود ہے۔

(مسند الرّویاني : 1268)

مگر یہ ثابت نہیں۔ محمد بن حمیر کے کسی شاگرد نے یہ الفاظ بیان نہیں کیے، یہ الفاظ صرف علی بن صدقہ نے بیان کیے ہیں، علی بن صدقہ مجہول الحال ہے، اسے صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات'' میں ذکر کیا ہے، نیز فرمایا ہے:

یُغْرِبُ .

''یہ عجیب وغریب روایات بیان کرتا ہے۔''

(الثقات : 471/8)

لہٰذا نماز کے بعد آیت الکرسی ایک مرتبہ پڑھنا مسنون ہے، تین دفعہ کے الفاظ علی بن صدقہ کا وہم اور خطا ہے، واللہ اعلم!

سوال: بیوی کی شرمگاہ کو دیکھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جب بیوی کی شرمگاہ میں مجامعت جائز ہے، تو اس کی طرف دیکھنا بالا ولیٰ

جائز ہے۔عدم جواز کے لیے شرعی دلیل چاہیے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَّاحِدٍ مِنْ قَدَحٍ يُقَالُ لَهُ الْفَرَقُ .

''میں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لکڑی کے ایک برتن جسے ''فرق'' کہا جاتا ہے، سے (اکھٹے) غسل کرتے تھے۔''

(صحيح البخاري : 250، صحيح مسلم : 319)

❁ اس حدیث کی تشریح میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اِسْتَدَلَّ بِهِ الدَّاوُدِيُّ عَلٰى جَوَازِ نَظَرِ الرَّجُلِ إِلٰى عَوْرَةِ امْرَأَتِهٖ وَالْعَكْسِ .

''اس حدیث سے علامہ داودی رحمہ اللہ نے استدلال کیا ہے کہ مرد اپنی بیوی کی شرمگاہ کو اور عورت مرد کی شرمگاہ کو دیکھ سکتے ہیں۔''

(فتح الباري :364/1)

ایسی کوئی روایت ثابت نہیں، جس میں اپنی بیوی کی شرمگاہ دیکھنے کی ممانعت یا مذمت وارد ہو، جو روایات مروی ہیں، وہ سب کی سب ضعیف وغیر ثابت ہیں۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا جَامَعَ أَحَدُكُمْ زَوْجَتَهٗ أَوْ جَارِيَتَهٗ فَلا يَنْظُرْ إِلٰى فَرْجِهَا فَإِنَّ ذٰلِكَ يُورِثُ الْعَمٰى .

''آپ میں سے کوئی جب اپنی بیوی یا لونڈی سے مجامعت کرے، تو وہ اس کی

شرمگاہ کی طرف مت دیکھے، اس سے بصارت ضائع ہو سکتی ہے۔''

(عِلَل الحديث لابن أبي حاتم : 2395، الكامل لابن عدي : 265/2، السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 13540)

روایت من گھڑت ہے۔ بقیہ بن ولید تدلیس تسویہ کرتے تھے، لہٰذا آخر سند تک سماع کی صراحت ضروری ہے، جو کہ یہاں مفقود ہے۔

❀ امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَوْضُوعَةٌ، لَا أَصْلَ لَهَا .

''یہ روایت من گھڑت ہے، اس کی کوئی اصل نہیں۔''

(عِلَل الحديث : 2395)

❀ امام ابن عدی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ''منکر'' قرار دیا ہے۔

(الكامل في ضعفاء الرّجال : 265/2)

❀ امام ابن حبان رحمہ اللہ نے اسے ''موضوع'' کہا ہے۔

(كتاب المَجروحين : 202/1)

❀ حافظ ابن قیسرانی رحمہ اللہ نے اسے ''موضوع'' قرار دیا ہے۔

(تذكرة الحفّاظ : 53)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا جَامَعَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَنْظُرْ إِلَى الْفَرْجِ فَإِنَّهٗ يُورِثُ الْعَمٰى وَلَا يَكْثُرِ الْكَلَامَ فَإِنَّهٗ يُورِثُ الْخَرَسَ .

''جب آپ میں سے کوئی مجامعت کرے، تو (بیوی کی) شرمگاہ کو مت دیکھے، کیونکہ اس سے اندھاپن پیدا ہوتا ہے، نہ زیادہ بات کرے، کہ اس سے

گونگاپن پیدا ہوتا ہے۔‘‘

(فوائد أبي يعلى الخليلي : 4، الموضوعات لابن الجوزي : 272/2)

روایت باطل ہے۔ محمد بن عبدالرحمٰن قشیری کوفی ’’منکرالحدیث‘‘ ہے۔

❁ امام عقیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقُشَيْرِيُّ عَنْ مِسْعَرٍ حَدِيثُهٗ مُنْكَرٌ لَيْسَ لَهٗ أَصْلٌ لَا يُتَابَعُ عَلَيْهِ، وَهُوَ مَجْهُولٌ بِالنَّقْلِ .

’’محمد بن عبدالرحمٰن قشیری کی مسعر بن کدام سے حدیث منکر ہے، اس کی کوئی اصل نہیں، اس کی متابعت نہیں کی گئی، یہ نقل روایت میں مجہول ہے۔‘‘

(الضّعفاء الكبير : 102/4)

❁ امام ابویعلی خلیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ يَرْوِهِ عَنْ مِسْعَرٍ إِلَّا مُحَمَّدٌ هٰذَا، وَهُوَ شَامِيٌّ يَأْتِي بِالْمَنَاكِيرِ عَنْهُ، وَعَنْ غَيْرِهٖ .

’’اس روایت کو مسعر سے صرف محمد بن عبدالرحمٰن نے روایت کی ہے، یہ شامی ہے، جو مسعر اور دیگر راویوں سے منکر روایات بیان کرتا ہے۔‘‘

(فوائد أبي يعلى الخليلي، تحت الرقم : 4)

سوال: درج ذیل روایت کی کیا حقیقت ہے؟

❁ مروی ہے:

كُنْتُ كَنْزًا مَّخْفِيًّا فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لِأُعْرَفَ .

’’میں مخفی خزانہ تھا، تو اپنی پہچان کے لئے مخلوق پیدا کی۔‘‘ کیا یہ حدیث کے

الفاظ ہیں؟

(جواب): بے اصل روایت ہے، ایسی کوئی حدیث دنیا میں موجود نہیں۔

❁ حافظ سخاوی رحمہ اللہ (۹۰۲ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ ابْنُ تَيْمِيَّةَ : إِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ كَلَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا يُعْرَفُ لَهٗ سَنَدٌ صَحِيحٌ وَّلَا ضَعِيفٌ، وَتَبِعَهُ الزَّرْكَشِيُّ وَشَيْخُنَا .

''علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ کلام رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہیں، اس کی کوئی صحیح یا ضعیف سند دنیا میں موجود نہیں۔

(أحاديث القُصّاص، ص 69-70)

❁ علامہ زرکشی رحمہ اللہ اور ہمارے شیخ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی یہی بات کی ہے۔''

(المَقاصد الحَسَنة، ص 327)

❁ حافظ سیوطی رحمہ اللہ (۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

لَا أَصْلَ لَهٗ .

''اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔''

(الدّرر المُنتشرة، ص 147)

(سوال): برے نام کو تبدیل کرنا کیسا ہے؟

(جواب): مسلمان بچے کا نام اچھا ہونا چاہیے، کئی نام عقیدہ وعمل کی نشاندہی کرتے ہیں، برے نام کو تبدیل کر کے اچھے نام رکھنا مستحب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی صحابہ کے نام تبدیل کیے ہیں۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ ثَبَتَ أَحَادِيثُ بِتَغْيِيرِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْمَاءَ جَمَاعَةٍ كَثِيرِينَ مِنَ الصَّحَابَةِ .

''کئی احادیث میں ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کی ایک کثیر جماعت کے ناموں کو تبدیل کیا۔''

(شرح مسلم : 120/14)

۞ **حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:**

قَدْ غَيَّرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِدَةَ أَسْمَاءٍ .

''بلا شبہ رسول اللہ ﷺ نے کئی (صحابہ کے) ناموں کو تبدیل کیا۔''

(فتح الباري : 577/10)

۞ **سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:**

إِنَّ زَيْنَبَ كَانَ اسْمُهَا بَرَّةَ، فَقِيلَ : تُزَكِّي نَفْسَهَا، فَسَمَّاهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبَ .

''سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا نام برہ تھا، ان پر خود ستائی کا الزام رکھا گیا، تو نبی کریم ﷺ نے آپ کا نام زینب رکھ دیا۔''

(صحيح البخاري : 6192؛ صحيح مسلم :2141)

۞ **سیدہ زینب بنت اُم سلمہ رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں:**

كَانَ اسْمِي بَرَّةَ، فَسَمَّانِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبَ، قَالَتْ : وَدَخَلَتْ عَلَيْهِ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ، وَاسْمُهَا بَرَّةُ فَسَمَّاهَا زَيْنَبَ .

''میرا نام برہ تھا، رسول اللہ ﷺ نے بدل کر زینب رکھ دیا۔ سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے پاس آئیں، ان کا نام بھی برہ تھا، تو آپ ﷺ نے ان کا نام بھی زینب رکھ دیا۔''

(صحیح مسلم : 2142)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

كَانَتْ جُوَيْرِيَةُ اسْمُهَا بَرَّةُ فَحَوَّلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْمَهَا جُوَيْرِيَةَ، وَكَانَ يَكْرَهُ اَنْ يُقَالَ : خَرَجَ مِنْ عِنْدَ بَرَّةَ .

''سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کا نام برہ تھا، رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام تبدیل کر کے جویریہ رکھ دیا، رسول اللہ ﷺ اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ کہا جائے: فلاں شخص برہ (نیکی) کے پاس سے نکلا ہے۔''

(صحیح مسلم : 2140)

❁ سیدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

اُتِيَ بِالْمُنْذِرِ بْنِ أَبِي اُسَيْدٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ وُلِدَ، فَوَضَعَهُ عَلٰى فَخِذِهٖ، وَاَبُو اُسَيْدٍ جَالِسٌ، فَلَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَيْءٍ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَاَمَرَ أَبُو اُسَيْدٍ بِابْنِهٖ، فَاحْتُمِلَ مِنْ فَخِذِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاسْتَفَاقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : اَيْنَ الصَّبِيُّ فَقَالَ أَبُو اُسَيْدٍ : قَلَبْنَاهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ : مَا اسْمُهُ قَالَ :

فُلَانٌ، قَالَ : وَلٰكِنِ اسْمُهُ الْمُنْذِرُ فَسَمَّاهُ يَوْمَئِذٍ الْمُنْذِرَ .

''منذر بن ابی اسید رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے، تو انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں زانو پر بٹھایا، ابو اُسید رضی اللہ عنہ بھی بیٹھے تھے، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سامنے کسی چیز میں مشغول ہو گئے، سیدنا ابو اُسید رضی اللہ عنہ نے آپ کے زانوں سے بچہ اٹھا کر گھر بھیج دیا، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد آیا، تو پوچھا: بچہ کہاں ہے؟ سیدنا ابو اُسید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہم نے اسے گھر بھیج دیا ہے، پوچھا: اس کا نام کیا رکھا ہے؟ جواب دیا: فلاں! فرمایا: یہ نہیں، بلکہ اس کا نام منذر ہے، الغرض آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی دن اس کا نام تبدیل فرما کر منذر رکھ دیا۔''

(صحيح البخاري : 6191؛ صحيح مسلم : 2149)

❀ سعید بن مسیّب بن حزن رحمہ اللہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں:

إِنَّ اَبَاهُ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : مَا اسْمُكَ قَالَ : حَزْنٌ، قَالَ : اَنْتَ سَهْلٌ قَالَ : لَا اُغَيِّرُ اسْمًا سَمَّانِيهِ اَبِي قَالَ ابْنُ الْمُسَيِّبِ : فَمَا زَالَتِ الْحُزُونَةُ فِينَا بَعْدُ .

''میرے والد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نام پوچھا، تو عرض کیا: حزن (سختی)، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ سہل ہیں، والد محترم کہنے لگے: میں اپنے والد کا رکھا نام بدل نہیں سکتا۔ سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس وقت سے اب تک ہمارے گھر میں ہمیشہ تنگ دستی رہی۔''

(صحيح البخاري : 6190)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيَّرَ اسْمَ عَاصِيَةَ وَقَالَ : اَنْتِ جَمِيلَةُ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عاصیہ کا نام تبدیل کر دیا اور فرمایا: آپ جمیلہ ہیں۔''

(صحيح مسلم : 2139)

❁ سیدنا اسامہ بن اخدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَجُلًا يُقَالُ لَهٗ اَصْرَمُ كَانَ فِي النَّفَرِ الَّذِينَ اَتَوْا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَا اسْمُكَ؟ قَالَ : اَنَا اَصْرَمُ، قَالَ : بَلْ اَنْتَ زُرْعَةُ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک قافلہ آیا، ان میں ایک اصرم نامی آدمی بھی تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ کا نام؟ کہنے لگے: اصرم، فرمایا: نہیں، آپ کا نام زرعہ ہے۔''

(سنن أبي داود : 4954؛ المُعجَم الكبير للطَّبَراني :196/1؛ وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام حاکم رحمہ اللہ (۲۷۴/۴) نے ''صحیح الاسناد'' اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

تنبیہ:

ہمارے ہاں کئی شرکیہ نام رائج ہو چکے ہیں، مثلاً عبد النبی، عبد الرسول، عبد المصطفیٰ، عبد المسیح، عبد علی، عبد حسین اور عبد کعبہ وغیرہ۔

ایسے نام رکھنا بالا جماع حرام ہے۔ یہ تاویل کرنا کہ عبد بمعنی خادم ہے، درست نہیں، کیونکہ عبد کا متبادر الذہن معنی ''بندہ'' ہے، تو اس کو حقیقی معنی سے پھیرنے کے لیے قرینہ چاہیے، وہ یہاں موجود نہیں۔عبدالنبی، عبدالرسول وغیرہ ناموں میں فوراذہن میں بندے کا مفہوم جاتا ہے۔عبد بمعنی خادم وضاحت کے بغیر سمجھ نہیں آتا۔لہٰذا عبد کی مخلوق کی طرف اضافت کرکے نام رکھنا جائز نہیں، کیونکہ یہ موہم شرک ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَلَمَّا آتَاهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهُ شُرَكَاءَ﴾(الأعراف : ۱۹۰)

''جب انہیں (میاں بیوی کو) اللہ تعالیٰ صحیح سالم بیٹا عطا کرتا ہے،تو وہ اس کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں۔''

مشرکوں کا یہ وطیرہ ہے کہ وہ غیر اللہ سے اولاد مانگتے ہیں، جب اللہ تعالیٰ انہیں اولاد عطا فرما دیتا ہے،تو وہ اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں، کہ فلاں نے اولاد دی۔اسی طرح بعض اوقات شرکیہ نام بھی رکھتے ہیں،جیسا کہ امام بخش، پیر بخش، پیراں دتا، نیاز حسین، نیاز علی، وغیرہ۔اس آیت میں ان کے اس طرز عمل کا بیان ہے۔

ایسے شرکیہ ناموں کو تبدیل کرنا واجب ہے۔

یاد رہے کہ غلام نبی، غلام رسول، غلام مصطفیٰ، غلام علی، غلام حسن اور غلام حسین وغیرہ نام رکھنا جائز ہے، کیونکہ ان سے شرک کا شبہ پیدا نہیں ہوتا۔ ہر شخص غلام کا معنی مطیع وفرمانبردار کے لیتا ہے۔